اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا

جلد ۶ — نمبر ۹

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

یکم مئی ۱۹۳۲ء — چندہ سالانہ دو روپیہ ۲/۸ — ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۰ھ

ایڈیٹر محمد ظہور الدین اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

خاندان کا یکجا رہنا	۳-۵	عبد الرحیم شبلی ......
تصدیق المسیح	۵-۱۰	والدہ سردار امیر محمد خان صاحب قیصرانی ..
حسن خلق	۱۱-۱۳	محترمہ بیگم اہلیہ علامہ روشن علی صاحب مرحوم
قربانیوں کی عید	۱۴-۱۸	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
متفرقات	صہ ۱۹	......

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دارالامان کی خبریں

۲۵ ر اپریل بروز دوشنبہ مبارک ۸½ بجے محلہ دارالانوار میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے نئے مکان کی بنیاد رکھی گئی یہ وسیع جگہ مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے مکان سے مغربی جانب ہے۔ اللّٰھم بارک۔

۲۔ اسی روز نظارت بلڈنگ کا افتتاح ہوا۔ جہاں نظارتوں کے دفتر آگئے ہیں۔ حضور کو دعوت دی گئی۔ یہ ہندو ڈپٹی والا مکان ہے۔ جو صدر انجمن احمدیہ نے خرید لیا ہے۔ اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی زیر توجہ نہایت خوبصورت روشن ہوادار بن گیا ہے، بیت المال و محاسب مسجد مبارک کے نیچے اور متصل رہیں گے۔

۳۔ دفتر ادارت الفضل (متصل بورڈنگ احمدیہ) سے لیکر نظارت بلڈنگ و قصر خلافت تک ٹیلیفون کا سلسلہ قائم کیا گیا۔

۴۔ ۲۰ ر اپریل مولوی مصباح الدین صاحب کے زیر اہتمام مرکزی اصحاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دعوت طعام دی گئی۔ بعض بزرگوں نے اپنے چشمدید واقعات بیان کئے نہائت مبارک صحبت تھی۔ ۳۱۳ اصحاب جمع تھے۔ صحابیات کے لئے بھی ایک ایسی ہی دعوت کی تحریک ہو رہی ہے۔ جو نہایت ضروری ہے۔

۵۔ محترمہ ام طاہر حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز علیل ہیں۔ حضور کیساتھ لاہور تشریف لے گئیں۔ مصباحی بہنیں محترمہ کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔ غالباً کچھ عرصہ وہیں قیام فرمائیں گی۔

۶۔ گرلز ہائی سکول مدرسۃ البنات اب دارالعلوم میں حکیم محمد عمر صاحب کے وسیع مکان میں آگیا ہے۔ یہ مکان خرید لیا گیا ہے۔ اسی کے قریب طالبات کیلئے بورڈنگ کی تجویز ہو رہی ہے۔

ولادت

مرزا عبد الحمید کلرک کی بھانجی ممتاز بیگم زوجہ مرزا محمد صادق صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے ۲۴ اپریل ۱۹۳۲ء اور ممتاز بیگم کے بھائی مرزا یعقوب بیگ گارڈ ریلوے کے ہاں دارالسلام افریقہ میں لڑکی پیدا ہوئی ہے۔ (۵ ا مارچ ۱۹۳۲ء)

یتیموں اور بیواؤں کی مالی امداد

لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے بتاریخ ۲۰ ر اپریل آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو ۴۸ روپے نقد اور ایک نقرئی ہار و انگشتری چندہ میں کشمیر کے مظلوم و بیکس یتیموں اور بیواؤں کی امداد کیلئے موصول ہوئے اور سکرٹری صاحبہ نے وعدہ فرمایا کہ وہ اس غرض کیلئے مستورات سے اور بھی چندہ جمع کر کے بھجوائینگی چنانچہ اس وعدہ کے مطابق ۲۱ ر اپریل کو سکرٹری صاحبہ نے ۴۲ روپے کی رقم گرلز سکول کی لڑکیوں سے اور ۲۴ ر اپریل کو ۱۲ روپے کی رقم خواتین سے چندہ جمع کر کے بھجوائی جسکے لئے ہم اپنی ان محترم بہنوں کا عموماً اور سکرٹری صاحبہ کا خصوصاً بصد خلوص شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور دوسری مسلمان بہنوں سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ بھی اس کار خیر میں حصہ لیں۔ اور ان مظلوم بیواؤں اور بیکس یتیموں کیلئے جنکے خاوند اور باپ آزادی کی پر امن جنگ میں جد و جہد کرتے ہوئے اپنی عزیز جانیں قربان کر چکے ہیں۔ انکے لئے چندہ کر کے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے نام مسلم بنک آف انڈیا لاہور بھیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ یکم مئی ۱۹۳۲ء

خاندان کا یکجا رہنا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان کے افلاس کی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ یہاں بہت سے خاندان ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ اور ایک ہی آدمی کے سر پر گذارا کرتے ہیں۔ یورپ میں خاندان صرف ایک بیوی اور بچوں پر مشتمل ہوتا ہے لیکن ہندوستان میں اگر کسی کے شجرۂ نسب پر نظر ڈالی جائے۔ تو ایک اچھا بھلا انسان رشتہ داریوں کی بھول بھلیوں میں کھو جاتا ہے۔

کیونکہ یہ "جائنٹ فیملی سسٹم" آجکل کی سوسائیٹی کے لئے سخت ضرر رساں ثابت ہوا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس کے حسن و قبح پر بحث کی جائے۔

ابتداء ماہرین اقتصادیات کا خیال ہے۔ کہ اس سسٹم کی ابتداء اسوقت ہوئی۔ جب دنیا نے گلہ بانی کو چھوڑ کر زراعت کو اپنا پیشہ اختیار کیا۔ اور جب لوگ خانہ بدوشی کرنے کی بجائے دیہاتوں میں آکر آباد ہو گئے۔ خاندان کا بزرگ ہی ان کا حکمران ہوتا۔ وہی انکا پروہت تھا۔ اور وہی ان کا روحانی و دنیاوی بادشاہ۔ چنانچہ آجکل بھی بوڑھوں کی پرستش کی جاتی ہے۔ اور انکے احکام کو "احکام لابدی" فرض کر کے ان پر آمنّا و صدقنا کہا جاتا ہے۔ اس سسٹم میں مردوں کا ایک حصہ کماتا ہے اور باقی ممبر اس کمائی میں مشترکہ طور پر حصہ دار ہوتے ہیں۔

مذہبی اور معاشرتی رسومات نے اس طریقہ معاشرت کو اور بھی زیادہ مضبوط کر دیا۔ اور چونکہ آمد و رفت کے وسائل ابھی ترقی پذیر نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے "جائنٹ فیملی سسٹم" مرورِ زمانہ سے اور بھی کم متاثر ہوا۔

خوبیاں اکٹھے رہنے کے کئی فائدے ہیں۔ ایک تو یہ کہ آدمی خود غرض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے مدنظر دوسروں کا بھی فائدہ ہوتا ہے۔ دوسرے یہ کہ بہت ساری بچت ہو جاتی ہے۔ کئی ضروریات ایسی ہوتی ہیں۔ جنکو کئی آدمی مشترکہ طور پر استعمال کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح پر خرچ کم ہوتا ہے۔ تیسرے یہ کہ ہر ایک ممبر کو صرف ضروریات زندگی مہیا کی جاتی ہیں۔ اور یہ اقتصادی ترقی کی پہلی شرط ہے۔ چوتھے یہ کہ اس طرح پر بیواؤں اور بچوں کی اچھی طرح حفاظت ہو سکتی ہے۔ اور پانچویں ہر ایک ممبر اپنی اپنی لیاقت اور قابلیت کے مطابق کمانے والوں کو مدد دے سکتا ہے۔ مثلاً زمیندار لوگ ایک دوسرے کی اچھی طرح امداد کر سکتے ہیں۔

نقائص اس سسٹم کے نقصان مندرجہ ذیل ہیں:-

۱۔ محنت اور اس کے ثمرہ میں کوئی نسبت قائم نہیں رہتی۔ جو لوگ زیادہ محنت کرتے ہیں ان کو بھی اتنا ہی بدلہ ملتا ہے جتنا کہ ان کو جو بالکل کوئی کام نہیں کرتے۔ یہ انسان کی فطرت میں ہے کہ وہ اپنی محنت کا سارا پھل خود کھانا چاہتا ہے۔ اور اس میں کسی اور کو شریک نہیں کرنا چاہتا یہ الگ بات ہے۔ کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی چیز خیرات کر دے یا انعام کے طور پر دیدے۔ لیکن اگر اسکو دینے کے لئے مجبور کیا جائے تو یہ واقعی تکلیف دہ امر ہوتا ہے۔

۲۔ اس سسٹم سے Sense of Responsibility یا ذمہ داری کا احساس پیدا نہیں ہوتا۔ اراکین خاندان کا صرف یہ کام ہے۔ کہ بوڑھوں کی بات سن لی۔ اور اس پر عمل کر دیا۔ یہ درست بات ہے کہ ان کو زندگی کا ایک لمبا تجربہ ہوتا ہے۔ لیکن اقتصادی ترقی کیلئے Individuality. Initiation. یا واحدیت اور انفرادیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن یہ چیزیں پیدا نہیں ہو سکتیں جب تک کہ انسان خود اپنے لئے زندگی کا پروگرام تجویز نہ کرے۔ اور ہر قسم کی غلامی سے چھٹکارا حاصل نہ کرلے۔ بڑھوں کی عزت ہم اس لئے تو ضرور کرینگے۔ کہ وہ بوڑھے ہیں اور انہوں نے ہمیں پالا پوسا ہے۔ لیکن اگر وہ ہمارے کوئی نقصان دہ پروگرام تجویز کرتے ہیں۔ درآں حالیکہ ہم خود برے اور بھلے میں تمیز کرسکتے ہیں۔ تو ہم ان کی ہرگز ہی لکیر کے فقیر ہونے پر مجبور نہیں ہو سکتے۔ مثال کے طور پر تعلیم یا شادی کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی خاندان کا بوڑھا اپنے بچوں کو محض اسلئے انگریزی تعلیم نہیں دلوانا کہ دجالوں کی زبان ہے تو بچے اگر اسے بات کو نہ مانیں تو وہ حق بجانب ہونگے۔

میرا مطلب کہنے کا یہ ہے۔ کہ اقتصادی ترقی کیلئے Individuality اور Initiation کی سخت ضرورت ہے۔ اور یہ روح کچلی جاتی ہے۔ اگر سارا خاندان یکجا رہے۔

۳۔ جو تھوڑی سی کمائی مرد کرتے ہیں وہ تمام اراکین پر تھوڑی تھوڑی تقسیم ہو جاتی ہے۔ اس طرح پر ایک تو سرمایہ جمع نہیں ہو سکتا اور دوسرے یہ محض "گذارے" کی صورت ہو جاتی ہے۔ کوئی نفع دینے والا کام شروع نہیں کیا جا سکتا اور یہ اقتصادی ترقی میں سخت روک ہے۔

خاتمہ

یہ درست ہے کہ Family Affection بھی کوئی چیز ہے۔ اور ہم کو اپنے کنبہ سے محبت کرنی چاہیئے۔ لیکن جو کنبہ کی محبت تباہی اور بربادی کیطرف لیجاتی ہو۔ جو لوگوں کو گھریلو بنا دیتی ہو۔ اور سالہا سال تک ان پر کاہلی اور سستی طاری کر دیتی ہو۔ انہیں Initiation کی کوئی سپرٹ پیدا نہ ہو۔ اور ان میں ترقی کی ساری خواہشیں ماری جائیں وہ ٹھیک نہیں۔ ہندوستان کیوں پیچھے رہا حالانکہ تمام براعظموں میں Revolutions اور انقلاب ہو چکے تھے محض اس لئے کہ لوگوں میں ترقی کی خواہش ہی نہ تھی۔ وہ گھریلو تھے۔ اور ان کی عورتیں ڈرتی تھیں۔ مبادا کہ ان کے مرد باہر جاکر کسی مصیبت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں پھنس جائیں - یا کالے پانی" کا دیو اُن کو نگل جائے ۔

اسی لئے یہ "خاندانی بوڑھے" اپنے دیہاتوں ہی میں بسے رہے اور صدیوں تک اپنے خاندان میں "لال بجھکڑ" بنے رہے۔

اب زمانہ بدل گیا ہے۔ ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ہر قسم کی سلاسل غلامی سے آزادی حاصل کی جائے۔ اور اپنے اندر INITIATION اور INDIVIDUALITY کی سپرٹ پیدا کی جائے - اگر کوئی خاندان اکٹھا اس لئے رہتا ہے کہ خاندان سے محبت ہونی چاہیئے - تو اسکی مثال اس "ریچھ کی محبت" کی سی ہے - جس نے اپنے مالک کو مکھیاں اڑاتے وقت مار دیا تھا۔ بظاہر تو یہ "محبت" ہی معلوم ہوتی ہے - لیکن درحقیقت یہ تباہی کے گڑھے میں لئے جا رہی ہے - اور اسی کا نقصان ہندوستان آجکل اٹھا رہا ہے۔

پس جسقدر بھی جلد ممکن ہو ان رشتہ داریوں کی بندھنوں سے آزادی حاصل کرنی چاہیئے - اسکا یہ مطلب نہیں کہ سب ایک دوسرے سے قطع تعلق کر دیں۔ بلکہ مطلب یہ ہے - کہ ہر ایک انسان اپنا خود فکر کرے - عورتوں کو بھی مردوں کی کمائی پر ہرگز انحصار نہیں رکھنا چاہیئے بعض عورتیں خیال کر لیتی ہیں - کہ مردوں کا کام کمانا ہے - اور ہمارا ان کو راحت پہنچانا - یہ خیال آجکل نہایت کمینہ سمجھا جاتا ہے - اور اقتصادی ترقی کے لئے سخت ضرر رسان +

میں یہ بھی بتا دوں کہ میرا یہ مطلب نہیں - کہ عورتیں اور مرد اپنی اپنی ہنڈیاں الگ چڑھایا کریں - بلکہ مطلب یہ ہے - کہ دونوں کمایا کریں - تاکہ ملک اور قوم کی طاقت اور زیادہ مضبوط ہو اور ہم دوسروں کی آنکھ میں تہذیب یافتہ اور شائستہ لوگ کہلائیں -

دوسرے یہ کہ خاندان کے یکجا رہنے کا مطلب یہ ہے کہ نندیں اور ساسیں اور بیوی اور خاوند کے بیچ در بیچ رشتہ دار ایک جگہ رہیں - اور کمانے والا صرف ایک ہو - یہ نہایت بری بات ہے - اور ترقی میں سخت روک اس سپرٹ کو جلد سے جلد دور کرنا چاہیئے تاکہ ملک ترقی کرے +

(عبدالرحیم شبلی - بی - کام (ٹیرڈ) لاہور)

تصدیق المسیح

والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلاً فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر و یضع الحرب (البخاری)

اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی پر ہزارہا نشان و براہین ہیں - بلکہ تمام قرآن کریم آپ کا مصدق ہے - پھر بھی انسانی دماغ ایسا ہے - کہ سب دلائل پر حاوی نہیں ہوسکتا - بعض وقت ایک دلیل ایسا کام کر جاتی ہے - جسکا اثر دل پر اسقدر گہرا ہو جاتا ہے - جسکو وہ انسان تمام عمر نہیں بھولتا وہ دلیل اگرچہ بعض براہین سے معمولی بھی کیوں نہ ہو - مگر وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

انسان اس دلیل کو سب براہین سے افضل یقین کرتا ہے۔ اور خیال کرتا ہے کہ جیسا میں نے اس سے فائدہ اٹھایا اور لوگ بھی فائدہ اٹھائیں ۔

گو مجھے اسوقت حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات یاد آگئی ہے۔ آپ سے کسی نے سوال کیا آپنے حضرت مرزا صاحب کو کس دلیل سے سچا مانا ہے۔ تو فرمایا کہ جس دلیل سے میں نے مانا ہے۔ کیا تم اس دلیل سے حضور کو مان لوگے۔ یہ بالکل سچی بات ہے اور میں پہلے بھی لکھ آئی ہوں کہ ہر ایک انسان کیواسطے ایک ہی دلیل نہیں ہو سکتی پھر بھی میں اپنا وہ تجربہ تحریر کرتی ہوں۔ کہ جسکا اثر بچپن سے بڑھاپے تک ہے۔ مجھے اپنا وہ زمانہ یاد ہے جبکہ میری عمر گیارہ بارہ سال کے درمیان ہوگی۔ میں ایک استانی جی سے کتاب احوال الآخرت پڑھا کرتی تھی۔ چونکہ وہ ہمارے ملک کی زبان پنجابی میں تھی اس لئے میں اسے بہت توجہ اور دلچسپی سے پڑھتی تھی۔ اور جو بات سمجھ میں نہ آتی استانی سے پوچھ پوچھ کر سمجھنے کی کوشش کرتی حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی میں یہ شعر جب میں نے پڑھا کہ :-

حضرت عیسےٰ حکم کریسن قتل کرن خنزیراں —
— ہور صلیب نصاریاں توڑن کرن خوار شریراں

تب میں نے استانی جی سے اسکا مطلب پوچھا جو سوال وجواب کے رنگ میں ذیل میں تحریر کرتی ہوں :-

میں - استانی جی اسکا کیا مطلب ہے۔

استانی جی - جس صلیب پر حضرت عیسےٰ کو چڑھایا گیا تھا۔ جب وہ دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اس صلیب کو آکر توڑ دیں گے ۔

میں - کیا وہ صلیب ابھی تک موجود ہے یا اسوقت تک موجود رہیگی ....

استانی جی - شائد کہیں ہو ......

میں - کیا وہ لکڑی کی نہ تھی ....

استانی جی - ہاں لکڑی کی تھی ....

میں - وہ لکڑی کسطرح اتنے عرصہ تک محفوظ رہ سکتی ہے ....

استانی جی - شائد مرمت کرتے کرتے ...

میں - استانی جی خنزیروں کو کیوں قتل کریں گے ۔

استانی جی - عیسائی لوگ جو ان کو کھاتے ہیں تا کہ نہ کھائیں ....

میں - تمام روئے زمین کے خنزیر وہ کس طرح قتل کردیں گے ....

استانی جی - کیا سب خنزیر اس نے خود ہی قتل کرنے ہیں۔ تمام مسلمان اس کے حکم سے کرنے لگ جاوینگے ۔

میں - سانپ بچھو کو جو تمام لوگ مار ڈالتے ہیں پھر بھی ختم نہیں ہوتے تو یہ کس طرح ختم ہو جاویں گے ...

استانی جی - میرے والد صاحب بڑے عالم تھے۔ انہوں نے بھی فرمایا تھا ۔

جب رمضان شریف میں کسوف خسوف ہوا تو استانی جی کو بڑی انتظار لگ گئی اور فرمایا کہ اب امام مہدی ضرور پیدا ہوگیا ہے۔ کیونکہ یہ نشانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی ذات سے مخصوص ہے۔ وہ اسی انتظار میں رہی۔ اور فوت ہوگئی۔ اسوقت نہ ہم نے اسنا نی جی نے قادیان شریف کا مبارک نام سنا تھا۔ شائد خدا تعالیٰ کو یہی منظور ہوگا کہ یہ انتظار اس کے خواب کا موجب ہو کیونکہ علماء نے تو مخالفت کرنی تھی علماء ھم شر من تحت ادیم السماء بھی تو پورا ہونا تھا۔ آخر خدا تعالیٰ کے فضل سے قادیان شریف سے یہ آواز بلند ہو کر ہمارے ریگستان ملکوں میں پہنچی کہ :-

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہمنے

ہاں ہاں میں سچ سچ کہتی ہوں۔ کہ یہی تسلی ہے ÷

جس سے اطمینان قلب حاصل ہوتا ہے۔ یہی تعلیم ہے۔ جسکو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لائے ہیں۔ بلکہ اصل اسلام ہے جسکو گردش زمانہ نے دھندلا کر دیا تھا۔ فیکسر الصلیب و یقتل الخنزیر کی حقیقت بھی اس حکم عدل کے ذریعہ ایسی کھلی کہ جسکا اثر میری تحریر و بیان سے باہر ہے ÷

آؤ ذرہ اس شعر کو پھر پڑھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی نئی روشنی سے اسے پرکھ کر دیکھیں ÷

شعر پنجابی۔

حضرت عیسےٰ حکم کریسن قتل کر خنزیراں
ہور صلیب نصاریاں توڑو کرسی خوار شریراں

تعجب ہے کہ جو دو کام حضرت عیسےٰ کے منفرد کئے گئے ہیں وہ ایسے ہیں جنکو وہ ایک وقت میں کر ہی نہیں سکتے۔ کیونکہ صلیبیں شہروں میں ہیں اور خنازیر جنگلوں میں اگر وہ شہروں میں پھریں تو جنگل کی چھان بین کب کریں۔ ہمیں تو سمجھ بھی نہیں آتی کہ خدا تعالےٰ نے انیس سو سال سے محض اسکو خنزیروں کی سرکوبی کیلئے آسمان پر ایسا محفوظ کر رکھا ہے۔ کہ جس کے باعث لوگ مشرک بن رہے ہیں۔ یعنی اس کو خدائی صفات میں شریک گردان رہے ہیں یعنے وہ بھی خدا تعالیٰ کیطرح کھانے پینے اور لوازمات بشریہ سے بے احتیاج ہو کر آسمان پر مقیم ہے۔ بلکہ ایک فرقہ خدا یا خدا کا اکلوتا بیٹا بھی تسلیم کر رہا ہے۔ پھر بھی خدا تعالیٰ ایسے نازک وقت میں اسے اتارنا نہیں چاہتا جبکہ مدعی بھی میدان میں للکار رہا ہے۔ کہ :-

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔
اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

انصاف ! انصاف !! انصاف !!!

اب میں پھر اصل مضمون کیطرف رجوع کرتی ہوں۔ اگر ہم یقتل الخنزیر سے بھی خنزیر مراد لیں۔ تو بھلا ہماری روحانیت کو اس موعود نے کیا فائدہ پہنچایا۔ جسکی انتظار میں ہمارے باپ دادے ہمیں خوشخبریاں دیتے دیتے گزر گئے۔ جب آیا۔ اور فائدہ دیا تو خنزیر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خوروں کو دیا۔ کیونکہ بغیر مشقت ان کو دل چاہتی غذا ملگئی ان کیواسطے تو وہ دن عید کا ہو جاویگا۔ مسلمان بچارے اس نجس خون میں ہاتھ و کپڑے مفت آلودہ کریں گے۔ خدا کے نبی تو لوگوں کی اصلاح کر کے خدا تعالےٰ کے قریب کر دیتے ہیں۔ نہ کہ اور زیادہ پستی میں دھکیل دیتے ہیں۔ یہ معمہ سمجھ میں نہیں آتا تھا۔ جبتک قبل از وقت باتیں تھیں۔ جب اپنے وقت پر آکر حقیقت کھل گئی اور ہر ایک انسان نے بچشم خود دیکھ لیا۔ کہ دشمنانِ اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بد دعا کا شکار ہوکر مر گئے یا مارے گئے اور اسلام کی سچائی پر مہر ثبت کر گئے۔ تو اس سے بڑھکر واضح دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کے واسطے تو خوشی کا مقام تھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسلام کی سچائی میں ایسے چمکتے ہوئے نشان ظاہر فرمائے مگر تھوڑے ہیں جو فائدہ بھی اٹھاتے ہیں *

آؤ اب دوسرے کام پر بھی نظر ڈالیں۔ جو یکسر الصلیب ہے۔ سو میرے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایسی کسر الصلیب کی ہے۔ کہ پھر ممکن ہی نہیں کہ بن سکے۔ اگرچہ قیامت تک سر مارتے رہیں یقیناً اب وہ عروج اس عقیدہ کا ہو ہی نہیں سکتا۔ جو قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تھا۔ اس میں کیا شک ہے۔ کہ کسر صلیب سے مراد صلیبی عقیدہ ہے۔ کون نہیں جانتا کہ نصاریٰ یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ الخ صلیب پر مر کر نعوذ باللہ لعنتی موت قبول کرے۔ ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔ اگر کسی کو شک ہو تو وہ ان سے پوچھ سکتا ہے۔ سو اس عقیدہ کے بت کو حضرت احمد قادیانی الف الف صلوٰۃ والسلام نے اپنی قوت قدسیہ سے ایسا پاش پاش کیا جسکی نظیر کسی زمانہ میں نہیں ملتی کئی اولیاء اللہ و مجددین دین دنیا میں ہو کر گزرے ہیں مگر کسی نے اس مسئلہ کو ایسا حل نہیں کیا جسطرح اس موعود نے آکر صاف کیا ہے۔ کیوں نہ ہو اس کے لئے ازل سے ہی مقدر تھا کہ وہ صلیبوں کو توڑینگے یہی تو وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جس تصنیف کو دیکھو حضرت عیسیٰ کی وفات کا ذکر اس میں موجود ہوگا۔ اور دنیا کے کثیر حصہ سے آپ نے یہ منوا کے چھوڑا کہ نہ اس نے صلیب پر جان دی اور نہ نعوذ باللہ لعنتی موت ہوئی بلکہ اپنی طبعی موت سے وفات پائی۔ اس کی قبر بھی دکھادی کہ سری نگر محلہ خانیار میں موجود ہے۔ ورنہ یہ صلیبیں جو گرجوں میں ہیں۔ ان کے توڑنے سے کیا فائدہ اگر یہ توڑ دیجاویں۔ تو کیا اور نہیں بن سکتیں یا جنگوں میں نہیں ٹوٹتی رہیں۔ کسر الصلیب سے یقیناً اسی عقیدہ کا استیصال مراد ہے :.

جب حضرت مسیح مصلوب ہی نہیں ہوئے تو پھر کفارہ ہی کیسا۔ مجھے اسوقت ایک واقعہ یاد آگیا ہے۔ جسکا یہاں ذکر کر دینا فائدہ اور دلچسپی سے خالی نہیں۔ ایک دفعہ ہم چند عورتیں ایک خاندان کی جلسہ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان شریف جارہی تھیں۔ ہماری گاڑی امرت سر تبدیل ہوگئی۔ جب ہم امرتسر دوسری گاڑی پر سوار ہوئیں توجس خانہ میں ہم بیٹھیں اس میں دو بیویاں برقعہ پوش پہلے بیٹھی تھیں۔ ایک بیوی نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس اسٹیشن پر اترینگے۔ مینے کہا کہ ہم سب بٹالہ اترینگے جب انہیں معلوم ہوا کہ یہ سب احمدی ہیں۔ تو ہم سے نفرت کے لہجہ سے مذہبی باتیں کرنے لگیں۔ مگر ہمیں تبلیغ کا اچھا موقعہ ملگیا۔ آپس میں خوب تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ لیکن وہ گفتگو یا بحث مجھے یہاں لکھنا مطلوب نہیں۔ ایک اور ذکر کرنا مطلوب ہے۔ جسکا تعلق میرے اس مضمون سے ہے۔ جو کسر الصلیب ہی ہماری گفتگو یعنے بحث دو اسٹیشن تک جاری رہی۔ اس کے بعد اور نئی عورت سوار ہوئی جو میرے بالمقابل دوسری سیٹ پر آکر بیٹھ گئی۔ اسکی وضع سے مجھے معلوم ہوا کہ عیسائی عورت ہے۔ اسلئے سلسلہ گفتگو بدل کر اس نئی عورت سے مکالمہ شروع ہوگیا

میں۔ کیا آپ عیسائی ہیں۔ ....

نو وارد خاتون۔ ہاں۔ ....

میں۔ کیا آپ قدیمی عیسائی ہیں یعنے پیدائشی یا مذہب تبدیل کیا یا خاوند کے ذریعے ہوئیں۔

نو وارد۔ میرے والدین عیسائی ہوئے تھے میں کوئی دس گیارہ برس کی تھی۔ کہ ان کے ذریعے میری بھی نجات ہوئی۔ ....

میں۔ نجات کا پتہ تو موت کے بعد لگے گا۔ اب کس طرح معلوم ہو کہ فی الواقعہ نجات بھی حاصل ہو گئی ہے۔ ....

نو وارد۔ وہ یہ ہے۔ کہ آدم نے گندم کا پھل کھایا تھا۔ اسواسطے اس کی اولاد گناہگار ہوگئی۔ تب خدا تعالے نے اپنے بیٹے مسیح کو صلیب دلاکر آدم کی اولاد کے گناہ کا کفارہ کیا اس لئے جب انسان اسبات پر ایمان لاتا ہے کہ حضرت مسیح مصلوب ہوکر ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔ تب نجات ہو جاتی ہے۔ ....

میں۔ کیا حضرت مسیح نے خود ہی صلیب کی خواہش کی یا کسی نے زبردستی دیدی۔ ....

نو وارد۔ نہیں یہودیوں نے صلیب پر چڑھایا تھا۔

میں۔ کوئی کسی کو ازراہ ظلم زبردستی پکڑکر صلیب پر چڑھا دے تو ہمیں کسطرح معلوم ہو کہ یہ ہماری خاطر قربانی ہے۔ غرضیکہ ہم دونوں میں اسی طرح کی باتیں نرمی وکشادہ پیشانی سے ہوتی رہیں آخر یہ سلسلہ کلام طول پکڑ گیا۔ اس عیسائی عورت نے اثناء گفتگو میں یہ بھی کہدیا کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان سے اتریں گے۔ تو پھر سب لوگ ایک ہی مذہب پر جمع ہو جائیں گے۔ یعنے عیسائی ہو جائیں گے۔ اور مجھے کہنے لگی کہ تمہارے قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسےٰ آسمان پر زندہ ہیں۔ مینے اس سے کہا کہ پہلے آپ ان بیویوں سے پوچھ لیں کہ وہ کیا کہتی ہیں۔ میں اپنا جواب بعد کو دوں گی۔ میرے کہنے پر اس عیسائی عورت نے ان بیویوں سے پوچھا کہ کیوں جی تمہارے قرآن میں نہیں لکھا ہوا کہ حضرت عیسےٰ زندہ آسمان پر ہیں۔ وہ دونوں یک زبان ہو کر اقرار کرنے لگیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اس پر ہمارا ایمان ہے۔ کہ وہ زندہ آسمان پر ہیں
میں نے کہا کہ بیوی میم صاحبہ کی یہ بات بھی سننی ہے۔
یا نہیں۔ کہ جب حضرت عیسیٰ آسمان سے اتریں گے،
تو تمام لوگ عیسائی ہو جائیں گے۔ تب وہ جھنجھلا کر
کہنے لگیں کہ خدا امان دیگا۔ میں نے کہا کہ بیوی جب انہی کا
دوبارہ آنا تسلیم کرتی ہو تو پھر اس میں کیا حرج ہے۔ کہ یہ
بھی تسلیم کر لو کہ سب لوگ عیسائی ہو جائیں گے۔ جبکہ
ان کی کتاب انجیل ہے۔ تو پھر ہمیں آخر اسی کی پیروی کرنی
ہوگی۔ میری اس بات سے میم صاحبہ تو بشاش ہو کر
اپنی بات پر زیادہ زور دینے لگیں۔ مگر میری اصل غرض
یہ تھی کہ بٹالے والی بیویاں اپنے عقائد کی خوبی
دیکھ لیں۔ پھر میں نے کہا کہ سنو میم صاحبہ ہمارے قرآن
میں تو کہیں نہیں لکھا کہ حضرت عیسیٰ زندہ آسمان پر
ہیں۔ البتہ اس کی موت کی خبر ایسے صاف الفاظ میں
ہے۔ کہ اور کسی نبی کی نہیں پھر میں آیات قرآنی
یا عیسیٰ انی متوفیک اور فلما توفیتنی پڑھ کر اسے
سمجھانے لگی۔ تب میم صاحبہ نے کہا کہ کیا تمہارا ایک مذہب
نہیں۔ کیونکہ وہ بیویاں مانتی ہیں۔ اور تم نہیں مانتی۔ تب
میں نے کہا کہ ہاں میں احمدی مسلمان ہوں۔ اور یہ تمہاری
امدادی مسلمان ہیں۔ تب اس نے کہا کہ ہمارے سیالکوٹ
میں بھی احمدی گھرانے ہیں۔ میں اکثر ان کے ساتھ بھی
تبادلۂ خیالات کیا کرتی ہوں۔ تاکہ میں بحث کر سکوں باتوں
باتوں میں گاڑی بٹالے پہنچ گئی۔ ہم سب اتر پڑے اور
میم صاحبہ بیٹھی رہیں۔ اس گفتگو کا بٹالے والیوں پر اچھا
اثر پڑا کیونکہ جب ہم سب اترے تو انہوں نے ہمیں
بہت کہا کہ آج رات ہمارے بٹالہ میں رہ پڑیں صبح
کو قادیان چلے جانا یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل محض
حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت سے مخصوص
ہے۔ کہ کم علم آدمی بھی ان کے علماء وگدی نشینوں
سے بڑھکر قرآن و حدیث کا مطلب سمجھ سکتے ہیں۔

والسلام

عاجزہ راقمہ والدہ سردار امیر محمد خان مجسٹریٹ درجہ اول
(سکنہ کوٹ قیصرانی ضلع ڈیرہ غازیخان)

حسن خلق

آسائش دو گیتی تفسیر ایں دو حرف است
با دوستاں تلطف با دشمناں مدارا

حسن خلق کی تعریف یہ ہے۔ کہ انسان ہر ایک امیر و
غریب۔ نادار کے ساتھ مہربانی و تلطف خندہ پیشانی۔
خوش مزاجی سے نہایت محبت کے ساتھ اچھے اخلاق
سے پیش آئے۔ اس سے ہمیشہ ایسے افعال صادر ہوں
جو سب کی نظروں میں قابل پسند ہوں۔ تو وہ شخص خوش
خلق کہلانیکا مستحق ہے۔ اسے بلا تأمل خوش خلق کہا جائیگا۔
برعکس اس کے اگر کوئی انسان کسی کے ساتھ سختی اور
درشتی و تندخوئی سے پیش آئے یا اپنے سے کم
رتبہ لوگوں کو حقارت کی نظر سے دیکھے اور ذرا ذرا بات
پر غصہ کا اظہار کرے۔ اور ناراض ہو تو یہ سب قبیح
اور بدعادتیں ہیں۔ جنکو بد خلقی اور بدمزاجی سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور ان افعال بد کا عامل بد خلق کہلائیگا۔ قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت بڑی وضاحت سے روشنی ڈال رہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو برے اخلاق سے روکا اور حسن خلق کو اپنا وطیرہ بنانیکی ہدایت فرمائی۔ جیسا کہ فرماتا ہے:۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا۔ کیا معنے یعنی جس نے اپنے نفس کو پاک کیا وہ کامیاب ہوا۔ اور نامراد ہو گیا جس نے چھپا دیا۔ اسکے علاوہ اخلاق کی عظمت کے بارہ میں بہت سی احادیث ہیں۔ طوالت مانع ہے۔ اسلئے صرف دو احادیث پر ہی اکتفا کرتی ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِنَّ اَثْقَلَ مَا يُوْضَعُ فِي مِيْزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ۔ ترجمہ سب سے بھاری چیز جو مومن کے میزان عمل میں قیامت کے دن رکھی جائیگی۔ وہ حسن خلق ہے۔ پھر فرماتے ہیں اَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ اِيْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔ ایمان والوں میں کامل الایمان وہ لوگ ہیں۔ جن کے اخلاق سب سے بہتر ہوں۔ یہی لوگ با اخلاق یا خلیق کہلانے کے مستحق ہیں۔ کیونکہ وہ جادۂ اعتدال سے کبھی اور کسی وقت کسی حالت میں بھی آپے سے باہر نہیں ہوتے۔ بلکہ اپنے ماتحت ملازموں نوکروں چاکروں کے ساتھ مہربانی و احساس و حلم سے پیش آتے ہیں۔ حتے الوسع سختی و درشت کلامی سے گریز کرتے ہیں۔ ذرا سی کام کی کمی اور سستی پر بچھورے غصہ ور لوگوں کی طرح مارنے پیٹنے پر آمادہ نہیں ہو جاتے۔ اسلئے کہ یہ شرط انسانیت اور شرط انصاف کے خلاف ہے۔

لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش

ایک مصنف کا قول ہے کہ دوسروں کو خوش مزاج بنانے اور تنبیہ کرنے سے پہلے خود خوش اخلاق ہونا لازمی ہے۔ اس کے جواب میں یہی کہتی ہوں۔ من نہ کردم شما حذر بکنید۔ خوش اخلاقی میں بڑے بڑے مفاد مضمر ہیں۔ ایک خانہ دار عورت حسن خلق رکھتی ہو، تو تمام گھر میں خوشی و مسرت و طمانیت کا دور دورہ ہو جاتا ہے۔ یعنی حقیقی انبساط و بشاشت کی حکومت تمام گھر پر چھا جاتی ہے۔ پھر بیماروں کیلئے بہترین و اکسیر علاج خوش مزاجی و خوش خلقی اور خندہ جبینی ہے۔ خوش خلق تیماردار حلاوت لسان اور تلطف آمیز گفتگو سے بیمار کی کلفت و تکلیف کو دور کر سکتا ہے۔ غمزدہ سے غمزدہ انسان کے رنج و غم حسرت و یاس و الم کو اپنی شیریں کلامی سے بھلا سکتا ہے۔ خوش خلق انسان اپنے اخلاق کا اثر ملازمین پر ڈال سکتا ہے۔ جو کام حکومت کے ذریعہ لوگ نہیں نکال سکتے وہ اخلاق کی قوت سے اپنے ماتحت لوگوں سے لے سکتا ہے۔ خوش خلق انسان صرف مقبول خلائق ہی نہیں ہو جاتا بلکہ رشتہ حیات کے ٹوٹ جانے کے بعد بھی دنیا میں اپنا لازوال اور غیر فانی اثر چھوڑتا ہے۔ اسکی تاریخ یا سوانح عمری راستی کی زبان ہو جاتی ہے لوگ جب اسکا ذکر کرتے ہیں تو بجز تعریف کئے نہیں رہ سکتے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے حسن خلق مانگا کرتے۔ اس مجیب الدعوات نے اپنے حبیب کی دعا کو سنا اور ایسا قبول فرمایا کہ اپنے پیارے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پر وہ قرآن مجید نازل کیا جو تمام حسن خلق کا منبع اور اوصاف حمیدہ کی محکم بنیاں مرصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرماکر جمیع اخلاق کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تعلیم دی۔ اور ادب سکھایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں تمام مخلوق کو کمال استقلال اور استحکام کیساتھ اخلاق کی تعلیم دی اور سب کے رہبر اور مؤدب بنے اس لئے ہمارا فرض عین ہے۔ کہ حسن خلق ہم خود سیکھیں اور حتے المقدور دوسروں کو سکھانیکی کوشش کریں۔ سیکھنا اور سکھانا دونوں کام آسان ہیں۔ اس طرح جس بات کو ہم عزم بالجزم کے ساتھ اختیار کرلیں تو یقیناً اس کو دوسرے بھی اختیار کرلینگے۔ میرا مقصد اس کہنے سے یہ ہے۔ کہ صرف منہ سے کہدینا نیکی کرو۔ کافی نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ منہ سے کہے اور اسپر عمل پیرا نہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جن باتوں کے کرنے کی وصیت فرمائی ہمارا فرض ہے کہ چشم ماروشن دلِ ماشاد کہکر نہایت فراخدلی سے پابندی کیساتھ انکو عملی جامہ پہنائیں۔ آپ کی وصیت یہ ہے۔ خدا سے ڈرو۔ عہدوں کو پورا کرو۔ امانتیں ادا کرو۔ خیانت مت کرو۔ ہمسائے کا لحاظ رکھو۔ یتیم پر رحم کرو۔ سچ بولو۔ نرمی سے گفتگو کرو۔ جس سے ملو سلام کرو۔ اچھے کام کرو۔ ایمان پر قائم رہو۔ قرآن کریم کو سمجھو۔ آخرت سے محبت رکھو حساب سے خائف رہو۔ گالی کا جواب گالی مت دو۔ صبر کرو۔ استقلال دکھاؤ۔ کسی مصیبت پر ہائے واسئے نہ کرو۔ بلکہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہدو۔ جزع فزع نہ کرو۔ سچ بولو۔ جھوٹ بالکل چھوڑ دو۔ حاکم عادل کی نافرمانی نہ کرو۔ فساد نہ کرو۔ ہر گناہ سے بچنے کی کوشش کرو۔ باہم اچھی طرح رہو۔ اچھے افعال اور اچھی باتیں کرو۔ خیراتیں دو۔ اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانے کھلاؤ۔ دعوتیں قبول کرو۔ نکبت وغرور نہ کرو۔ ملاقات کے واسطے انکساری سے سلام کہنے کی ابتدار خود کرو۔ بیمار کو پوچھو اور اسے تسلی وتشفی دو۔ پڑوسی کے ساتھ حسن خلق یعنے خوش مزاجی سے پیش آؤ۔ بڑوں کی عزت کرو۔ معاف و درگذر کرو۔ صلح کرو۔ غصہ پیو۔ حرام سے پرہیز کرو۔ غیبت نہ کرو۔ سخاوتیں کرو۔ شکر بجالاؤ۔ موت کو یاد رکھو۔ اللہ تعالیٰ کو راضی کرو۔ جو اصل مدعا ہے۔ جو انسان پیارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی پیاری تعلیم پر عمل کریگا۔ وہ عرش معلے کیطرف کھینچا جائیگا۔ جو اس سے گریز اور پہلوتہی کریگا۔ یاد رکھے۔ کہ وہ انسانیت کے دائرے سے خارج ہوکر حیوانیت کے دائرہ میں داخل ہوگا۔ اور بدتر از مخلوق کہلائیگا۔ کیونکہ قدرت نے حیوانوں کو جو تعلیم دیدی وہ اس سے متجاوز نہیں ہوتے یہ حضرت انسان ہی ہے جس سے باوجود ایسی پاک تعلیم کے پھر بھی طرح طرح کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ جو اسے تحت الثریٰ کیطرف لیجاتے اور اللہ تعالےٰ کی ناراضگی کا باعث بنتے ہیں۔ اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس لئے بھیجا تا نبی کریم صلی اللہ

علیہ و آلہ وسلم کی تعلیم کو پھر از سر نو زندہ کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بھی وہی تعلیم ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہے فرماتے ہیں۔ "میں دنیا میں اخلاق اور توحید کی تعلیم پھیلانے کے لئے آیا ہوں" پس ہمیں چاہئے کہ ہم حسن اخلاق کا ایسا اعلیٰ نمونہ دکھائیں۔ جسکا اثر نہ صرف اپنی جماعت کی عورتوں پر پڑے بلکہ دوسرے مذاہب کی عورتیں یہ خیال اور اندازہ کرلیں کہ واقعہ میں احمدی جماعت کی عورتیں بڑی خلیق ہیں۔ تا یہ خیال انہیں قدرتی طور پر آپکی جانب آپکے مذہب اور جماعت کیطرف گرویدگی اور رغبت پیدا کر سکے۔ جبتک ہم ہر قسم کی نجاستوں اور ہر قسم کی برائیوں سے اپنے آپ کو نہ بچائیں۔ تب تک ہمارا احمدیت میں داخل ہونا اور احمدی کہلانا کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ ذرا سوچیں تو۔ کہ ہمنے پیارے مسیح موعود کی مبارک تعلیم سے کسقدر اور کس حد تک فائدہ اٹھایا۔

اخلاق پر دنیا کا انفاق ایسا ہے۔ جسطرح کھانا کھانے پر اور کپڑا پہننے پر یہی وہ کیمیا ہے جس پر تمام اقوام کی فلاح و ترقی کا مدار ہے۔ لامحالہ وہی قوم زندہ کہلا سکتی ہے۔ جس کے اخلاق اعلیٰ و ارفع ہوں۔ پس حسن خلق ہی حیات جاوداں کی مفتاح مقفلہ ہے۔ وَ اِنَّمَا الْاُمَمُ الْاَخْلَاقُ مَا بَقِیَتْ بَقُوْا وَ اِنْ ذَهَبَتْ اَخْلَاقُهُمْ ذَهَبُوْا۔ قوم سے مراد قوم کے اخلاق ہیں۔ جبتک اخلاق ہیں۔ قوم بھی ہے اخلاق گئے تو قوم بھی گئی۔ بلشر کے لئے اخلاق نہایت ضروری چیز ہے۔ انکے بغیر درحقیقت گذارہ ہی نہیں ہو سکتا۔

سچی بات یہ ہے کہ قرب الٰہی کے لئے اخلاق ہی ایک سیڑھی ہے۔ جسپر بغیر چڑھے کوئی شخص خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ وہی قرب حاصل کریگا۔ جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ میں سچ کہتی ہوں۔ کوئی نماز۔ کوئی روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور وظائف۔ رشتہ اور بیعت کوئی سلسلہ کوئی نبی ولی کام نہیں آسکتا۔ جبتک اخلاق درست نہ ہوں۔ چونکہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سب سے بڑی غرض اخلاق درست کرنا ہے۔ اسلئے کہ اس سیڑھی پر چڑھکر خدا تعالےٰ کا قرب حاصل ہو۔ اسی لئے مینے بھی اسی سیڑھی کو پسند کیا اور حسن خلق پر مضمون لکھا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فضل کے ساتھ اسلام کی حقیقی تعلیم سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرماوے۔

(آمین)

حسن خلقی حسن صورت سے بہت مرغوب ہے
جان دیتا ہے ہر ایک اوصاف اچھے ہوں اگر۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والسلام

(راقمہ مریم اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم)

توسیع اشاعت مصباح

بارہا خواتین جماعت احمدیہ کی توجہ اس طرف دلائی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے اخبار کی اشاعت کرنے کے لئے خاص جدوجہد کریں۔ کیونکہ اس کے خریدار اتنے کم ہیں۔ جو اپنا خرچ آپ نہیں چلا سکتے۔

(مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قربانیوں کی عید

ہزار سال گذرے بلکہ نہیں کہہ سکتے کہ تاریخی زمانہ سے بھی پہلے کسی وقت ایک بے برگ و گیاہ جنگل میں اللہ تعالیٰ کی یاد میں اسی کے حکم سے ایک معبد بنایا گیا تھا۔ اس کے بنانے والے کے متعلق یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ کون تھا لیکن یہ امر یقینی ہے کہ وہ معبد قومی اور ملّی ہونے کے لحاظ سے دنیا میں سب سے پہلا معبد تھا۔ کچھ عرصہ تک لوگ اس معبد میں خدا تعالیٰ کا نام لیتے رہے۔ لیکن نہ معلوم کیا تغیرات ہوئے کہ وہ جگہ ویران ہو گئی۔ اور عبادت کرنیوالے لوگ پراگندہ ہو گئے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو یہ جگہ پیاری تھی۔ پس اس نے ارادہ کیا کہ اسے پھر سے آباد کرے۔ اور ہمیشہ کیلئے دنیا کی ہدایت کا مرکز بنائے۔

اللہ تعالیٰ کے علم سے کونسی چیز مخفی ہو سکتی ہے اس نے اسجگہ کی آبادی کے لئے ایک ایسا مصفیٰ انسان چنا جس کی اولاد نے اپنی نورانی شعاعوں سے آجتک دنیا کو روشن کر رکھا ہے۔ یہ شخص ایک بت پرست بلکہ بت ساز گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ اور عراق کے شہر اُور کسدیم کا رہنے والا تھا۔ اس کے خاندان کے لوگوں کا گذارہ ہی بتوں کے چڑھاوے اور بت فروشی پر تھا۔ والد بچپن میں فوت ہو گئے تھے۔ اور چچا کی آغوش میں پلا تھا۔ جس نے اُس کے ہوش سنبھالتے ہی اپنے بیٹوں کے ساتھ اسے بھی بت فروشی کے کام پر لگا دیا حقیقت سے ناآشنا چچا کو یہ معلوم نہ تھا کہ جس کو خالق کون و مکاں چن چکا ہے اسمیں بتوں کیلئے کوئی جگہ نہیں ہو سکتی۔

پہلے ہی دن ایک امیر گاہک جو اپنی عمر کی انتہائی منزلیں طے کر رہا تھا۔ اور تھا بھی مالدار۔ بت خریدنے کے لئے آیا۔ بت فروش بچے کے بیٹے خوش ہوئے کہ آج اچھی قیمت پر سودا ہو گا۔ بوڑھے امیر نے ایک اچھا سا بت چنا اور قیمت دینے ہی لگا تھا کہ اس بچہ کی توجہ اس گاہک کیطرف ہوئی اور اس سے سوال کیا کہ میاں بوڑھے تم قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہو۔ تم اس چیز کو کیا کرو گے اس نے جواب دیا کہ گھر لے جاؤنگا۔ اور ایک صاف اور مطہر جگہ میں رکھکر اس کی عبادت کرونگا۔ یہ سعید بچّہ اس خیال پر اپنے جذبات کو نہ روک سکا۔ اور پوچھا تمہاری عمر کیا ہو گی۔ اس نے اپنی عمر بتائی۔ اور اس بچّہ نے نہایت حقارت آمیز ہنسی ہنس کر کہا کہ تم اتنے بڑے ہو۔ اور یہ بت تو ابھی چند دن ہوئے میرے چچا نے بنوایا ہے، کیا تمہیں اس کے سامنے سجدہ کرتے ہوئے شرم نہ آئیگی نہ معلوم اس بوڑھے کے دل پر توحید کی کوئی چنگاری گری یا نہ گری لیکن اُس وقت بت کا خریدنا اس کے لئے مشکل ہو گیا اور وہ بت وہیں پھینک کر واپس چلا گیا اس طرح ایک اچھے گاہک کو ہاتھ سے جاتا دیکھکر بھائی سخت ناراض ہوئے اور اپنے باپ کو اطلاع دی جس نے اس بچّہ کی خوب خبر لی۔ یہ پہلی تکلیف تھی جو اس پاکباز ہستی نے توحید کیلئے اٹھائی۔ مگر باوجود چھوٹی عمر اور کم سنی کے زمانہ کے یہ سزا جوش توحید کو سرد کرنے کی بجائے اسے اور بھی بھڑکانیکا موجب ہوئی۔ سزا نے فکر کا دروازہ کھولا اور فکر نے عرفان کی کھڑکیاں کھولدیں۔ یہاں تک کہ بچپن کی طبعی سعادت جوانی کا پختہ عقیدہ بن گئی۔ اور آخر اللہ تعالیٰ کا

نور ذہنی تو بڑھ کر الہام کی روشنی پیدا کرنے کا موجب ہوگیا اس نوجوان کا نام ابرام تھا۔ جو بعد میں ابراہام یا ابراہیم بن گیا جب خاندان کے لوگ اسکی توحید کی تعلیمات سے تنگ آگئے تو انہوں نے اسے مشرک حکومت کے سامنے پیش کیا۔ اور حکومت اور امرا نے طرح طرح کے ظلم اس پر توڑے۔ یہانتک کہ اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنے پیارے وطن کو خیرباد کہہ کر کنعان کی سرزمین میں جو اس وقت فلسطین کا حصہ ہے آکر آباد ہونا پڑا۔ یہاں بھی تبلیغ توحید کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن ابھی تک یہ مقصد ظاہر نہ ہُوا تھا کہ اللہ تعالیٰ کیوں اور کس غرض سے اس دور دراز ملک میں لایا ہے +

حضرت ابراہیم اور ان کی بیوی سارہ بھی جو اس وقت سری کہلاتی تھی۔ جس طرح ان کے خاوند اس وقت تک ابرام کہلاتے تھے۔ عرصہ تک اس ملک میں رہے۔ لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی نہ بیٹا نہ بیٹی۔ آخر "سری" نے ابراہیم سے کہا کہ ہمارے ہاں اولاد نہیں میں چاہتی ہوں کہ اس لونڈی کو جو مصر کے بادشاہ نے ہماری خدمت کیلئے دی ہے تو اپنی بیوی بنا۔ شاید اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں اولاد عطا کرے۔ یہ نیک اور پاکباز عورت جسے "سری" نے لونڈی کہا۔ درحقیقت شاہِ مصر کے خاندان کی ایک لڑکی تھی۔ اور اس نے ابراہیم کی معجزانہ طاقتوں کو دیکھ کر انکی دعاؤں کے حصول کی غرض سے ان کی خدمت کر اسے ساتھ کر دیا تھا۔ اور اسکا نام ہاجرہ تھا۔ ابرام نے اپنی بیوی کی اس بات کو قبول کر کے ہاجرہ کو اپنی زوجیت میں لے لیا اور خدا تعالیٰ نے بڑھاپے میں ابرام کو ایک لڑکا دیا جسکا نام اس نے اسمٰعیل رکھا یعنی خدا نے ہماری دعا سن لی۔ اس بیٹے کی پیدائش پر خدا تعالیٰ نے ابرام کا نام ابراہام کر دیا۔ کیونکہ اسے نسل کی فراوانی اور آسمانی برکت کا وعدہ دیا گیا تھا۔ ابراہام کا تلفظ عربی زبان میں ابراہیم ہے۔ اس وجہ سے عبرانی لوگ انہیں ابراہام اور عرب ابراہیم کہتے ہیں۔

"سری" جس نے خوشی سے ابراہیم کو ہاجرہ کے بیوی بنانے کا مشورہ دیا تھا۔ ہاجرہ کے بچہ جننے پر کچھ دلگیر ہوئی۔ اور اس نے ہاجرہ اور اس کے بچہ کو تکلیفیں دینی شروع کیں۔ ابراہیم کے دل پر قدرتاً اس کا تکلیف دہ اثر ہُوا۔ لیکن بیوی کی سابقہ خدمات اور اور اخلاص کو مدنظر رکھتے ہوئے وہ کچھ کہہ نہ سکے۔ بلکہ کہا تو یہی کہ ہاجرہ تمہاری لونڈی ہے۔ تم جس طرح چاہو اس سے سلوک کرو۔ آہ۔ ابراہیم کو کیا معلوم تھا کہ یہ سب سامان کسی اور ہی غرض کیلئے ہیں۔ اور یہ سب واقعات ابراہیم کے ترکِ وطن کے سلسلہ کی کڑیاں ہیں +

ان ہی ایام میں جب اسمٰعیل کچھ بڑے ہو گئے تھے، اور اپنے والد کے ساتھ دوڑ دوڑ کر چلا کرتے تھے۔ ابراہیم نے ایک خواب دیکھا جو یہ تھا کہ وہ اسمٰعیل کو خدا تعالےٰ کے لئے قربان کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں انسانوں کی قربانی کا عام رواج تھا۔ اور اسے خدا تعالیٰ کے فضل کے حصول کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ ابراہیم نے بھی خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ میرے اخلاص کا امتحان لیتا ہے۔ اور جھٹ اپنے بڑھاپے کی اولاد کو قربان کرنے کو تیار ہو گئے۔ اور بچہ سے محبت کے ساتھ پوچھا کہ تیری مرضی کیا ہے بچہ گو چھوٹا تھا مگر نور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نبوۃ اس کی پیشانی سے چمک رہا تھا۔ نیک باپ کی تربیت کیوجہ سے گو ابھی مذہب کی باریکیاں نہ سمجھ سکتا ہو لیکن اس قدر جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم نہیں ٹالنا چاہیئے۔ جھٹ پٹ بولا جس طرح چاہو۔ اللہ کے حکم کو پورا کرو۔ باپ نے آنکھوں پر پٹی باندھی۔ اور بیٹے کو ذبح کرنے لگا۔ مگر خواب کا مطلب درحقیقت کچھ اور تھا۔ اور اسکی تعبیر کسی اور طرح ظاہر ہونے والی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے پھر الہام کیا کہ بس اب جانے دے۔ ہم تو اس بچہ کی نسل کے ذریعہ سے انسانوں کو زندہ کرنے والے ہیں۔ تو اسے مارتا ہے۔ تیرا اخلاص ثابت ہو گیا۔ اب اس وقت اس کے بدلہ میں صرف ایک بکرا ذبح کر دے +

کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے "سری" کو بھی ایک بیٹا دیا۔ اور اس کا نام اسحٰق رکھا گیا جس کے معنی ہیں کہ خدا نے اس کے ذریعہ سے ابراہیم کے خاندان کو ہنسایا۔ اسحٰق کی پیدائش پر "سری" کا نام "سرہ" رکھا گیا۔ جسے عربی تلفظ میں سارہ کہتے ہیں۔ "ہ" اس لئے بڑھائی گئی کہ عبرانی میں یہ ترقی اور برکت کی علامت ہے +

اسحٰق کی پیدائش کا یہ اثر ہوا کہ سارہ۔ ہاجرہ اور اسمٰعیل سے اور زیادہ رنجیدہ رہنے لگیں۔ اور آخر وہ وقت بھی آ گیا کہ خدا تعالیٰ اس غرض کو پورا کرے۔ جس کے لئے ابراہیم کو کسد نامی قوم کے اندر سے نکال کر فلسطین میں لایا گیا تھا اور اس قربانی کا مطالبہ کرے۔ جسکی خبر ابراہیم کو پہلے رویا میں دی گئی تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو حکم دیا کہ اپنی بیوی ہاجرہ اور اس کے معصوم اور چھوٹے بچے اسمٰعیل کو دور جنگل میں فلاں مقام پر جا کر چھوڑ آؤ۔ اب ابراہیم کو معلوم ہوا کہ اس رویا کی تعبیر کیا تھی جو انہوں نے اسمٰعیل کو ذبح کرنے کے متعلق دیکھی تھی۔ اور وہ اپنی بیوی اور بچہ کو ایک بے آب و گیاہ بیابان میں چھوڑ آنے کے لئے ہو گئے جہاں انہیں چھوڑ کر آنا ظاہری حالت میں قتل کرنے کے مترادف تھا۔ جب اس جگہ پہنچے تو حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی نہ کوئی عمارت تھی نہ کوئی آدمی اور نہ پانی تھا نہ کھانے کا کوئی سامان۔ اور پھر لطف یہ کہ سو سو میل تک بھی آبادی کا نام و نشان نہ تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ کا حکم تھا پس انہیں یقین تھا کہ اسی میں سب بہتری ہے۔ اور سمجھتے تھے کہ وہ جو خواب میں دیکھا تھا کہ بیٹے کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر رہا ہوں وہ درحقیقت یہی قربانی تھی۔ اس طرح ایسے غیر آباد میدان میں جسمیں کھانے کو سبزہ تک اور پینے کو کھاری پانی تک نہ تھا۔ بچہ کو چھوڑ کر جانا اسے اپنے ہاتھوں قتل کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ مگر اب وہ حکمت بھی ان پر ظاہر ہو گئی۔ جس کیوجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا بچہ یہاں چھوڑ کر جانے کا حکم دیا تھا۔ اور وہ حکمت اس قدیم معبد کی آبادی تھی۔ جسے خدا تعالیٰ اسمٰعیل اور انکی اولاد کے ذریعہ دنیا کے فائدہ کیلئے دوبارہ آباد کرنا چاہتا تھا +

آخر جدائی کا وقت آ گیا۔ ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلہ کھجوروں کا پاس رکھکر حضرت ابراہیمؑ اپنی بیوی اور بچہ کو یقینی موت کے سپرد کر کے واپس چلے مگر بشریت کے تقاضے کے ماتحت کچھ ایسے آثار ظاہر ہوئے کہ گو ہاجرہ اس تجربہ سے بالکل غافل نہیں ان کے دل میں شک پیدا ہو گیا۔ اور وہ اپنے خاوند کے پیچھے روانہ ہوئیں۔ اور پاس پہنچکر پوچھا۔ ابراہیم! ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر جس میں نہ آدمی ہے نہ کوئی اور چیز کہاں جا رہے ہو؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جذبات غم کی شدت کیوجہ سے حضرت ابراہیمؑ نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور ہاجرہ بار بار اس فقرہ کو دُہراتی رہیں۔ آخر تنگ آکر ہاجرہ نے کہا۔ کیا اللہ نے تم کو ایسا کرنیکا حکم دیا ہے؟ اسپر ابراہیمؑ نے جواب دیا کہ ہاں۔ حضرت ہاجرہ آخر ابراہیمؑ کی بیوی اور حضرت اسمٰعیلؑ کی والدہ تھیں۔ اس جواب کے بعد کب شکایت کر سکتی تھیں۔ جرأت اور دلیری سے بولا دیا کہ تب بیشک آپ چلے جائیں۔ جب خدا نے حکم دیا ہے تو وہ ہمیں ضائع نہیں کریگا۔ یہ کہکر واپس لوٹ آئیں اور بچہ کو بہلانے میں مشغول ہوئیں ابراہیمؑ جب نظروں سے اوجھل ہوئے تو بیوی اور بچہ کی محبت اور اس بیابان میں چھوڑ کر جانیکے خیال نے دلی جذبات کو ابھارا یا دل بھر آیا بیوی بچہ چونکہ دیکھ نہیں رہے تھے۔ اب دلی جذبات کے اظہار میں کچھ ہرج نہ تھا۔ قدیم معبد کے گرے ہوئے آثار کیطرف منہ کیا اور جذبات سے معمور دل کیساتھ ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:۔

"اے ہمارے رب میں نے تیرے حکم کے ماتحت اپنی اولاد میں سے ایک کو ایسی وادی میں جہیں کھانا ملنا تو الگ رہا سبزہ تک پیدا ہونا ناممکن ہے۔ تیرے مقدس معبد کے پاس چھوڑا ہے۔ اے میرے رب تاکہ وہ نماز کو قائم کریں پس اے خدا لوگوں کے دلوں میں تحریک کر کہ وہ انکی طرف مائل ہوں۔ اور تازہ بتازہ پھل اُن کیلئے مہیا کر دے تاکہ (یہ تیری قدرت کا مشاہدہ کر کے) تیرے فضل پر شکر کریں۔ اے میرے رب تو اسے بھی جانتا ہے جسے ہم چھپاتے ہیں اور اسے بھی جسے ہم ظاہر کرتے ہیں اور اللہ سے آسمان اور زمین کی کونسی بات پوشیدہ ہو سکتی ہے۔"

یہ دعا کر کے متیقن دل کیساتھ ابراہیمؑ تو گھر کیطرف روانہ ہوئے اور ہاجرہ اور اسمٰعیل اس بیابان میں اکیلے رہ گئے مشکیزہ بھر پانی اور ایک تھیلی کھجوروں کی کب تک ساتھ دیتے۔ آخر یہ چیزیں ختم ہو گئیں اور بھوک پیاس نے ان غریب الوطنوں کو ستانا شروع کیا۔ ماں میں قوت برداشت زیادہ تھی۔ مگر بچہ جلد نڈھال ہو گیا۔ اور اسکی تکلیف دیکھنے کی برداشت نہ پاکر ماں اِدھر اُدھر دوڑنے لگیں کہ شاید کہیں سے غذا ملے یا پانی دستیاب ہو۔ پاس کوئی آبادی تو تھی نہیں ساری امید اسی پر تھی کہ کوئی بھولا بھٹکا قافلہ نظر آجائے۔ تو اس سے مدد لے پاس ہی دو خشک پہاڑیاں تھیں۔ دوڑ کر پہلے ایک پر چڑھ کر چاروں طرف دیکھا۔ پھر دوسری پر چڑھکر دیکھا مگر کچھ نظر نہ آیا پھر پہلی پہاڑی پر چڑھ گئیں اور اسکے بعد دوسری پر اسی طرح سات مرتبہ عمل کیا تھا کہ الہام ہوا۔ اور فرشتے کی آواز نے کہا کہ جا تیری قربانی قبول ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے تیری فریاد سن لی۔ زمزم کا چشمہ جسکا دہانہ بند تھا تیرے لئے اور تیرے بیٹے کے لئے رواں کر دیا۔ واپس آئیں تو دیکھا کہ واقعی چشمہ رواں ہے۔ بچہ کو پانی پلایا اور خود پیا۔ اللہ تعالےٰ کے وعدوں پر ایمان اور بھی تازہ ہو گیا۔

پانی کا تو یوں انتظام ہوا۔ کھانے کا خدا تعالےٰ نے یہ انتظام کر دیا کہ قبیلہ جرہم کا ایک قافلہ راستہ بھول کر وہاں پہنچا۔ چونکہ پانی اُن کے پاس ختم ہو چکا تھا اور ہمیشہ اس راستہ پر پانی کی تکلیف ہوتی تھی۔ اُن سے اجازت لیکر ایک مستقل پڑاؤ اپنا اس جگہ پر انہوں نے بنا لیا اور اپنے آپکو اسمٰعیلؑ کی رعایا قرار دیا اور اس طرح اس شہر کی بنیاد پڑی جو مکہ کے نام سے مشہور ہے۔ (زاد اللہ شرفہا)

جب اسمٰعیلؑ نوجوان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کو حکم دیا کہ اب جا اور اس مقصد کو پورا کر جس کیلئے اسمٰعیل کو اس بے آب و گیاہ وادی میں رکھا تھا یعنی ہمارے قدیم معبد کو پھر نئے سرے سے بنا چنانچہ حضرت ابراہیمؑ پھر اس جگہ آئے اور اسمٰعیلؑ کے ساتھ ملکر اس گھر کو پھر سے تعمیر کیا۔ جو بیت اللہ کہلاتا ہے اور اس طرح اسمٰعیلؑ کی قربانی سے دنیا کی زندگی کی بنیاد پڑی ؛

عید الاضحٰی اس واقعہ کی یادگار ہے یعنی اُس بکرے کی قربانی کے بدلہ میں نہیں جو اسمٰعیلؑ کے بدلہ میں حضرت ابراہیمؑ نے ذبح کیا۔ بلکہ خود اسمٰعیلؑ کی قربانی کی یاد میں جو بیت اللہ کو آباد رکھنے کے لئے کی گئی۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ ابراہیمؑ کا اسمٰعیلؑ کو ایک بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ آنا اپنے ہاتھوں قتل کرنے کے مترادف تھا۔ بلکہ حقیقتاً اس سے بھی زیادہ کیونکہ قتل کرنے سے ایک منٹ میں جان نکل جاتی ہے۔ اور اسطرح اگر خدا تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو انہوں نے سسک سسک کر جان دی ہوتی ؛

بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسمٰعیلؑ کے قتل کرنیکی رویا محض امتحان کے لئے تھی۔ کوئی حقیقت اس کے پیچھے پوشیدہ نہ تھی۔ جب ابراہیمؑ اس کے لئے تیار ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا حالانکہ یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کوئی ایسا حکم دیگا جو اپنی ذات میں بُرا تھا۔ اور جسے یعنے انسانی قربانی کو وہ روکنا چاہتا تھا۔ عقل اور اللہ تعالےٰ کی شان کے خلاف ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس رویا کی تعبیر یہی تھی کہ ایک دن ابراہیمؑ اسمٰعیلؑ کو خدا تعالےٰ کے حکم سے ایسی جگہ اور ایسے حالات میں چھوڑ کر آئیں گے۔ کہ جہاں ظاہری حالات کے مطابق انکی موت یقینی ہوگی

لیکن اللہ تعالیٰ ان کی اس قربانی کو قبول کر کے انکی زندگی کے سامان پیدا کر دے گا۔ اور ان کے ذریعہ سے اس قدیم معبد کو جسے اللہ تعالیٰ دنیا کا آخری معبد بنانا چاہتا تھا۔ آباد کرائے گا ؛

اس رویا اور اُس کی تعبیر سے اللہ تعالےٰ دنیا کو یہ سبق بھی دینا چاہتا تھا کہ قربانی وہ نہیں جسمیں انسان خود ہلاک ہو جائے جیسا کہ دوسری قوموں میں رواج تھا کہ خود مر جاتے یا اپنے عزیزوں کو ذبح کر دیتے تھے۔ بلکہ قربانی یہ ہے کہ انسان اس غرض سے اور اس طرح تکلیف اٹھائے کہ اس کا فائدہ دنیا کو پہنچے۔ خدا تعالیٰ کو یہ پسند نہیں کہ لوگ مریں۔ بلکہ اسے یہ پسند ہے۔ کہ لوگ زندہ ہوں۔ وہی قربانی اس کی نظر میں مقبول ہو سکتی ہے۔ جو بنی نوع انسان کی زندگی کا موجب ہو۔ اسی اصل کو ہم بکرا ذبح کر کے عید الاضحٰی میں تازہ کرتے ہیں حج ابراہیمؑ کی اس دعا کو پورا کر نیکا نشان ہے کہ" اے ہمارے رب لوگوں کے دلوں میں تحریک کر کہ وہ ان کی طرف مائل ہوں اور ان کے لئے تازہ بتازہ پھل مہیا کر"؛

حج کے دنوں میں اس وادیٔ بے آب و گیاہ میں دنیا بھر کے لوگ جاتے ہیں۔ اور دنیا بھر کی نعمتیں جمع ہوتی ہیں۔ دوسرے سب دنیا کو اس خوشی میں کہ ابراہیمؑ اور اسمٰعیل کی قربانی کو اللہ تعالیٰ نے کامل طور پر قبول کیا کہ آجتک اسکا بدلہ ان کی اولاد کو مل رہا ہے۔ اور آج تک اس قربانی کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کا گھر آباد ہے امت قربانی کرتی ہے اور اس طرح گویا اسمٰعیل کی قربانی کے مقصد کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرتی اور اس سے اپنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اتفاق کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ سب کچھ ہے۔ لیکن کیا آجکل بھی مسلمان عیدالاضحیٰ اسی قسم کے جذبات کے ساتھ مناتے ہیں۔ کیا یہ دن ہمارے دلوں میں عظیم الشان قربانیوں کی یاد تازہ کر کے جاتا ہے۔ یا عیاشی کے سمندر میں ایک اور غوطہ دینے کا موجب ہوتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا یہ مضمون رسالہ "نیرنگ خیال" عید نمبر لاہور سے نقل کیا گیا ہے۔ (ایڈیٹر)

نکاح

میں خوشی و مسرت کیساتھ لکھتی ہوں۔ کہ میری ہمشیرہ حمیدہ بانو بیگم کا نکاح مرزا منور احمد ولد مرزا ناصر علی صاحب پلیڈر کے ساتھ مورخہ ۲۸ دسمبر کو ہوا۔ اور رخصتانہ ۲۰ مارچ کو بخیر و خوبی انجام پایا۔ میری مصباحی بہنیں دعا کریں کہ مولا کریم اس رشتے کو جانبین کے لئے بابرکت کرے۔ آمین

(کنیزہ فاطمہ بانو بیگم بنت ڈاکٹر محمد علی خانصاحب مرحوم احمدی)

ولادت

مورخہ ۱۹ اپریل ۱۹۳۲ء کو عاجزہ کے ہاں لڑکی تولد ہوئی بہنیں دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ مولودہ کو خادم دین بنائے۔ اور لمبی عمر عطا کرے۔ آمین

(سیدہ بشریٰ خاتون اہلیہ سید [illegible] علی صاحب۔ قادیان)

۲۔ ہمارے بھائی ڈاکٹر شیخ احمد دین صاحب چک نمبر ۸۹ ضلع لائلپور کے ہاں شب درمیانی ۱۹، ۲۰ جنوری کو لڑکا پیدا ہوا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مولود کا نام منیر احمد تجویز فرمایا ہے۔ بہنوں سے درخواست ہے۔ کہ نومولود کی درازی عمر کے لئے دعا فرماویں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو خادم دین بنائے۔ والسلام

خاکسار

سردار بیگم

اہلیہ شیخ یوسف علی صاحب پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

رپورٹ جلسہ مرکزی خواتین

جلسہ زیر صدارت محترمہ میمونہ صوفیہ صاحبہ منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم و نظموں کے بعد محترمہ رحمت النساء بیگم نے اپنا مضمون ماں کے اخلاق کا اثر اولاد پر پڑھا۔ پھر عاجزہ نے حسن خلق پر۔ پھر آمنہ بیگم صاحبہ نے اپنا تیار کردہ مضمون۔ اس کے بعد سردار بیگم صاحبہ نے مضمون شفقت علیٰ خلق اللہ پر سنایا۔ اس کے بعد عائشہ بیگم کا مضمون ایک بہن نے سنایا۔ بعد ازاں پریذیڈنٹ صاحبہ نے حاضرات جلسہ کا شکریہ ادا کیا اور محترم مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب کے حفظان صحت پر لیکچروں کے جاری کرنیکا اعلان کیا اور دعا کرنے کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔

والسلام۔

(مریم اہلیہ حافظ روشن علی صاحب مرحوم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ٢٠٦٦

اخبار مصباح - قادیان - دارالامان - ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک خوبصورت پھول

حسب پسند کاڑھیں۔

خوبصورت بنے گا۔

والسلام

مرسلہ ناصرہ رابعہ بنت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا۔